نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ میں عبادات و معاملات کے حوالے سے
مختصر اور خوبصورت رسالہ بنام:

ایمان افروز اُسوہ حسنہ

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد قاسم عطاری مدظلہ العالی

پیش کش: مجلسِ اِفتاء (دعوتِ اسلامی)

فہرست

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
1	سیرت رسول بہترین رول ماڈل	3
2	سیرت کیا ہے؟	4
3	نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے کردار کی عظمت	5
4	نماز کی ادائیگی میں نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اسوہ حسنہ	6
5	نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نفل نمازیں	7
6	طویل قیام کی وجہ سے پاؤں مبارک میں ورم آجاتا	10
7	روزے رکھنے میں نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اسوہ حسنہ	10
8	صومِ وصال	12
9	حدیث: حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جیسا کوئی نہیں	13
10	راہِ خدا میں مال خرچ کرنے میں اسوہ حسنہ	14
11	جب تک سارا مال تقسیم نہیں ہوا، وہاں سے اٹھے نہیں	15
12	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کی سخاوت	16
13	عطاؤں کی بارش	17
14	بغیر حساب کتاب جتنا مال لینا ہے، اٹھالو	19
15	نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا	21

16	حدیث: مال و دولت میں برکت کیسے ہوتی ہے؟	21
17	نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سونے کا ایک ٹکڑا بھی گھر نہ رکھا	23
18	نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تلاوتِ قرآن	25
19	ذکرِ الٰہی میں اسوہ حسنہ	26
20	ہر لمحہ ذکرِ الٰہی	26
21	حدیث: میری آنکھیں سوتی ہیں، دل جاگتا ہے	27
22	سونے سے پہلے اور اٹھنے کے بعد کی دعائیں	27
23	بیت الخلا آتے جاتے وقت کی دعائیں	28
24	نیا لباس پہننے کی دعا	29
25	اہلِ خانہ اور لوگوں سے تعلقات میں اسوہ حسنہ	29
26	تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہترین ہو	30
27	نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اپنے نواسوں پر شفقت	31
28	حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے سجدہ طویل کر دیا	32
29	کتنی اچھی سواری ہے اور کتنے اچھے سوار ہیں	33
30	حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت کرنے والے کے لیے دعا	34
31	جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جائے گا	35
32	اولاد کی تربیت میں اسوہ حسنہ	35

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

سیرتِ رسول بہترین رول ماڈل:

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں رحمتِ دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کثیر شانیں بیان فرمائی ہیں اور اپنے نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت مبارکہ کو ہمارے لیے بہترین مشعلِ راہ اور رول ماڈل قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”بیشک تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے، اس کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔“[1] یعنی اے لوگو! بے شک تمہارے لیے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی میں بہترین رول ماڈل اور پیروی کرنے کا بہترین طریقہ موجود ہے۔ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کردار، اسلوبِ حیات اور طرزِ عمل اتنا خوبصورت تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبیِ رحمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پوری زندگی کو ہمارے لیے بہترین نمونہ قرار دیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ صرف فلاں پہلو سے تمہارے لیے رول ماڈل ہیں اور بقیہ میں نہیں، بلکہ مطلقاً بغیر کسی قید کے فرمایا کہ رسول اللہ کی پوری زندگی ہی تمہارے لیے پیروی کا بہترین طریقہ ہے۔ نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک زندگی کو جس حیثیت سے بھی دیکھو گے، اس سے زیادہ اچھی زندگی اور اچھی سیرت نظر نہیں آئے گی۔ واقعی اگر ہم نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت کا مطالعہ

1...(پارہ22، سورۃ احزاب 21)

کریں، تو یہ باب اتنا وسیع ہے کہ سیرت کی جتنی کتابیں ہیں، کوئی دو جلدوں پر، کوئی پانچ اور کوئی دس جلدوں پر مشتمل ہے، یہ سب کی سب حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک زندگی کی ہی تفصیلات سے آگاہ کر رہی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک سیرت کے اتنے پہلو ہیں کہ کئی جلدوں پر مشتمل کتابیں اور ہزاروں گھنٹوں کے بیانات بھی حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فضائل و کمالات کو کماحقہ بیان کرنے سے عاجز ہیں۔ جس نے بھی آپ کی سیرت اور شان و عظمت کو بیان کیا، بالآخر مجبور ہو کر یہی کہا کہ:

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے
ترے اوصاف کا اِک باب بھی پورا نہ ہوا

سیرت کیا ہے؟

سیرت میں کسی شخصیت کی زندگی کے مختلف گوشوں سے متعلق کلام ہوتا ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت کی کتابوں میں بھی آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے کہ حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی ایسی تھی، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عبادات کا معاملہ ایسا تھا، اپنے خاندان والوں سے معاملہ ایسا تھا، بچوں سے سلوک ایسا تھا، خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک ایسا تھا، لوگوں کے ساتھ اس انداز میں پیش آتے تھے، پڑوسیوں کے ساتھ ایسے تعلقات تھے، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دن ایسے گزرتا تھا اور راتیں ایسے عبادت میں بسر ہوتی تھیں، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کھانے، پینے، سونے کا انداز یہ ہوتا تھا۔۔۔ الغرض! سیرت انہی چیزوں کے بیان کا نام ہے اور یہی وہ چیز

ہے جسے سیرت نگاروں نے بڑی بڑی کتابوں میں بیان کیا، مگر خدا تعالیٰ نے صرف ایک آیت میں مصطفیٰ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زندگی کو سمو دیا اور وہ یہ کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے کردار کی عظمت:

نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا کردار اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اپنا عمل مبارک خود اتنا اعلیٰ ہوتا تھا کہ پیروی کرنے والے بھی خوشی خوشی پیچھے چل پڑتے تھے۔ وجہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو کوئی اچھی بات بتائے تو سننے والا سب سے پہلے یہ دیکھتا ہے کہ کہنے والا خود بھی اس پر عمل کرتا ہے یا نہیں؟ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا معاملہ یہ تھا کہ جن اخلاق کو خدا عزوجل نے قرآن میں لکھا، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُسے کر کے دکھایا ، گویا قرآنِ کریم عملی زندگی کا تحریری دستور ہے اور حضور اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات مبارکہ اس کا پریکٹیکل (Practical) ہے۔ حضور اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اخلاق، آپ کی سیرت، دن رات کے معاملات، سب کے سب عمل بالقرآن ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے ایک مرتبہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھا سے پوچھا کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اخلاق کیسے تھے؟ تو حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھا نے ایک بڑے خوبصورت جملے میں نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت کو بیان کیا، فرمایا کہ اُن کے اخلاق کیا پوچھتے ہو، اُن کے اخلاق تو قرآن ہیں۔

چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”عَنْ یَزِیدَ بْنِ بَابَنُوسَ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَی عَائِشَةَ فَقُلْنَا: یَا أُمَّ الْمُؤْمِنِینَ، مَا کَانَ خُلُقُ رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ“ ترجمہ: یزید

بن بابنوس سے روایت ہے کہ ہم ام المؤمنین سیدہ عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے ام المؤمنین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہا! رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اخلاق کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اخلاق تو قرآن ہی ہیں۔[1]

نماز کی ادائیگی میں نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اسوہ حسنہ:

عبادات میں اگر سب سے پہلے نماز کو دیکھیں، تو نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نماز کا عالم یہ تھا کہ اللہ عزوجل نے رات میں عبادت و قیام کی ترغیب دی، جیسے ایک جگہ فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ(1)قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا﴾ترجمہ کنزالعرفان: "اے چادراوڑھنے والے! رات کے تھوڑے سے حصے کے سوا قیام کرو۔"[2] نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حکمِ خداوندی پر اس طرح سرِ تسلیم خم کیا کہ آقا کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ساری ساری رات کھڑے ہو کر اللہ عزوجل کی عبادت کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اس قدر قیام فرمانے کی وجہ سے آپ کے پاؤں مبارک سُوج جاتے۔

محبوب مکرّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اس قدر تکلیف و مشقت اٹھانے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمادی: ﴿طٰهٰ(1)مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى﴾ترجمہ کنز العرفان: "طٰہٰ۔ اے حبیب! ہم نے تم پر یہ قرآن اس لیے نہیں نازل فرمایا کہ تم مشقت میں

1...(الادب المفرد، باب من دعا اللہ ان یحسن خلقہ، جلد 01، صفحہ 129، رقم الحدیث: 308، مطبوعہ دار الصدیق للنشر والتوزیع)

2...(پارہ 29، سورۃ المزمل: 1، 2)

پڑ جاؤ۔"[1] یعنی اے طاہر، اے ہادِی، اے پاکیزہ ذات، اے پاکیزہ رہنما! ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔ اندازہ لگائیے کہ خدا ہی کا حکم ہے کہ راتوں کو عبادت کرو اور مصطفیٰ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کثرتِ عبادت پر خدا ہی فرما رہا ہے کہ اے حبیب! ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں، لہٰذا آرام بھی کیا کرو۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے ہمارے نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی۔ یہ ہے حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عبادت کا وہ بہترین طریقہ جو ہمارے لیے رول ماڈل ہے۔

نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نفل نمازیں:

حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پانچ نمازوں کے علاوہ رات میں نوافل بھی ادا کیا کرتے تھے اور وہ بھی ایسے کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اور ہمارے نوافل میں زمین و آسمان کا فرق ہے، اگر ہم چار اور آٹھ رکعت نوافل پڑھیں، تو شاید اپنی روٹین کے مطابق، چار رکعتیں چار منٹ میں اور آٹھ رکعتیں آٹھ منٹ کے اندر پوری بھی کر لیں، لیکن نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم طویل قیام و سجود کے ساتھ نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نماز کے متعلق ایک روایت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جو مقدار و کیفیت بیان فرمائی ہے اسے ملاحظہ فرمائیں کہ چار رکعات میں چھ پاروں سے زیادہ کی تلاوت فرمائی۔ پھر یہ تو قیام کی طوالت کی بات ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جتنا لمبا قیام کرتے، اسی طرح کا رکوع اور اسی کے مطابق سجدہ بھی کیا کرتے تھے، ایسا نہیں کہ قیام تو اتنا لمبا لیکن رکوع، سجدے چھوٹے چھوٹے ہوں۔

---

1 ۔۔۔ (پارہ16، سورۂ طٰہٰ:1-2)

چنانچہ مسند احمد کی حدیث پاک میں ہے: ”عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، أَنَّه صَلّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبْرُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ الْبَقَرَة، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعَه نَحْوًا مِنْ قِيَامِه وَكَانَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَه فَكَانَ قِيَامُه نَحْوًا مِنْ رُكُوعِه، وَكَانَ يَقُولُ: لِرَبِّيَ الْحَمْدُ، لِرَبِّيَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ فَكَانَ سُجُودُه نَحْوًا مِنْ قِيَامِه، وَكَانَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَه، فَكَانَ مَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِنَ السُّجُودِ، وَكَانَ يَقُولُ: رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي حَتّٰى قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءَ وَالْمَائِدَةَ أَوِ الْأَنْعَامَ شُعْبَةُ الَّذِي شَكَّ فِي الْمَائِدَةِ وَالْأَنْعَامِ“ ترجمہ: سیدنا حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی۔ آپ بتاتے ہیں کہ جب نبی رحمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز شروع کی تو پڑھا: ”اللہ أکبر ذو الملکوت والجبروت، والکبریاء والعظمۃ “اللہ سب سے بڑا ہے، وہ حکومت، طاقت، بڑائی اور عظمت والا ہے۔ راوی فرماتے ہیں: پھر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سورہ بقرہ پڑھی، پھر رکوع کیا اور رکوع بھی قیام کی طرح طویل تھا۔ رکوع میں ”سبحان ربی العظیم، سبحان ربی العظیم“ پڑھتے تھے، پھر سر مبارک رکوع سے اٹھایا اور قومہ کیا اور (یہ) قیام بھی رکوع کی طرح تھا اور اس میں ”لِرَبِّیَ الْحَمْد، لِرَبِّیَ الْحَمْد“ پڑھتے تھے۔ پھر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سجدہ کیا، تو آپ کا سجدہ بھی قیام کی طرح طویل تھا اور اس میں ”سبحان ربی الاعلی، سبحان ربی الاعلی “ پڑھتے تھے، پھر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سجدے سے سر مبارک اٹھایا، تو آپ دو سجدوں کے درمیان تقریباً سجدہ کے برابر بیٹھے اور ” رَبِّ اغْفِرْلِیْ، رَبِّ اغْفِرْلِیْ“ پڑھتے رہے، حتی کہ آپ نے سورہ بقرہ، سورہ آل عمران،

سورہ نساء، سورہ مائدہ اور سورہ انعام پڑھی، حضرت شعبہ کو مائدہ اور انعام میں شک ہوا۔[1]

نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے نوافل کی طوالت اور حُسنِ ادا کے متعلق ایک اور روایت ملاحظہ کریں۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا سے پوچھا کہ نبی اکرم کی رمضان کی راتوں میں عبادت کے بارے میں ہمیں بتائیے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا نے جواب دیا: نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ چار چار رکعت کر کے نماز پڑھتے تھے اور ساتھ ہی فرمایا کہ تو ان نمازوں کے حُسن اور ان کی طوالت کے بارے میں نہ پوچھ۔

مکمل حدیث مبارک میں یوں ہے: "عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي" ترجمہ: حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا سے نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رمضان المبارک میں (رات کی) نماز کی کیفیت کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رمضان میں اور غیر رمضان میں (تہجد میں) گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ چار رکعت پڑھتے، تو ان کی حسنِ ادائیگی اور طوالتِ قیام کے بارے میں سوال ہی نہ کر۔ (کہ بہت اچھے طریقے اور لمبی قراءت کے ساتھ پڑھتے تھے) پھر تین رکعتیں (وتر) پڑھتے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: اے

1...۔ (مسند احمد، جلد 38، صفحہ 392، رقم الحدیث: 23375، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

اللہ کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔[1]

نمازوں کی اسی طوالت کے باعث حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاؤں مبارک سوج جاتے اور ان میں ورم آجاتا۔ یہ دیکھ کر ایک مرتبہ عرض کی گئی، یارسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کے صدقے تو اگلوں پچھلوں کی بخشش ہوگی، تو آپ اتنی طویل نمازیں کیوں پڑھتے ہیں؟ تو حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

حدیث مبارک کے الفاظ یہ ہیں: ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ، فَقِيلَ لَهُ: أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ أَتَصْنَعُ هٰذَا وَقَدْ جَاءَكَ مِنَ اللّٰهِ أَنْ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا“ ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، وہ بتاتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قیام فرماتے، یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدم مبارک میں ورم آجاتا، تو آپ سے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں؟ جبکہ آپ کو تو یہ خوشخبری مل چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے صدقے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے ہیں؟ تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تو کیا میں (اللہ تعالیٰ کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں۔[2]

روزے رکھنے میں نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اسوہ حسنہ:

اللہ تعالیٰ نے ہم پر سال میں صرف ایک مہینے یعنی رمضان المبارک کے روزے فرض

1...(صحیح مسلم، جلد01، صفحہ509، رقم الحدیث:738، مطبوعہ دار إحیاء التراث العربي، بیروت)

2...(مسند بزار، جلد14، صفحہ330، رقم الحدیث:8002، مطبوعہ مدینۃ المنورۃ)

کیے ہیں اور یہ فرض روزے 29 یا 30 ہوتے ہیں، ہم اتنے روزے بھی بڑی مشکل سے رکھ پاتے ہیں اور وہ بھی کماحقہ نورانیت وروحانیت کے ساتھ نہیں ہو پاتے۔بس جیسے تیسے اِن روزوں کو پورا کرتے ہیں، جبکہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے روزوں کو دیکھا جائے تو رمضان المبارک کے فرض روزوں کا تو نہایت ہی اعلیٰ درجے کا اہتمام فرماتے اور خود کو عبادت میں پہلے سے بھی زیادہ مشغول کرلیتے۔اس کے ساتھ ساتھ نفل روزوں کا یہ معمول تھا کہ رجب اور شعبان میں نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اتنے روزے رکھتے کہ صحابہ کرام کو لگتا کہ اب سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کبھی روزے چھوڑیں گے ہی نہیں۔

چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث مبارک ہے:"عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ صَوْمِ رَجَبٍ، وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ فِي رَجَبٍ، فَقَالَ:سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا،يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ، حَتّٰى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يَصُومُ" ترجمہ:حضرت عثمان بن حکیم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے،وہ بتاتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے رجب میں روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا اور ہم ان دنوں رجب کے مہینے میں ہی تھے، تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھما کو یہ فرماتے ہوئے سنا: نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ روزے رکھتے حتی کہ ہم کہتے: آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ روزے ترک نہیں کریں گے اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ روزے ترک کرتے حتی کہ ہم کہتے کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ روزے نہیں رکھیں گے۔[1]

اسی طرح بخاری شریف کی حدیث مبارک ہے:"عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ:

---

[1]... (صحیح مسلم، جلد02، صفحہ 811، رقم الحدیث:1157، مطبوعہ دار إحياء التراث العربي، بيروت)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ، حَتَّى نَقُولَ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يَصُومُ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ، وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ" ترجمہ: حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا سے مروی ہے، وہ بتاتی ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نفل روزے رکھنے لگتے، تو ہم آپس میں کہتے کہ اب آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ روزہ رکھنا چھوڑیں گے ہی نہیں اور جب روزہ چھوڑ دیتے تو ہم کہتے کہ اب آپ روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔ میں نے رمضان کو چھوڑ کر رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو کبھی پورے مہینے کا نفلی روزہ رکھتے نہیں دیکھا اور جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے، میں نے کسی مہینے میں اس سے زیادہ روزے رکھتے ہوئے آپ کو نہیں دیکھا۔[1]

صومِ وصال:

نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا کثرت سے روزے رکھنا تو اپنی جگہ، مگر اس کے علاوہ سرکار دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے روزہ رکھنے کا ایک اور منفرد انداز بھی تھا اور وہ صومِ وصال تھا، یعنی روزہ رکھ کر افطاری اور سحری کے بغیر اگلا روزہ رکھ لینا اور یہ بھی کئی دن مسلسل جاری رہتا تھا اور یہ سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اپنا خاص عمل مبارک تھا۔ صحابہ کرام کو اس طرح روزہ رکھنے کا حکم نہیں فرمایا تھا، مگر قربان جایئے صحابہ کرام کی حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے بے پناہ محبت اور آپ کی سیرت پر چلنے کے جذبے پر کہ جب صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُم نے سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے روزوں کا یہ انداز دیکھا، تو انہوں نے بھی اس انداز پر روزے رکھنا شروع کر دیئے، کیونکہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُم حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

[1]... (صحیح البخاری، جلد 03، صفحہ 38، رقم الحدیث: 196، مطبوعہ دار طوق النجاۃ، بیروت)

کی پیروی کرنے کی اس قدر کوشش کرتے کہ وہ سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جو کرتا دیکھتے، بغیر حکم کے انتظار کے اتباع کرنا شروع کر دیتے تھے، اب جب صحابہ کرام نے حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دیکھا دیکھی صوم وصال رکھنا شروع کر دیئے، تو بتقاضائے بشریت برداشت نہ کر سکے اور کمزوری محسوس ہونے لگی، تو سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُم کی اس حالت کو دیکھ کر پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے، تو عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم نے آپ کو صوم وصال رکھتے دیکھا، تو ہم نے بھی رکھنا شروع کر دیا، تو اس پر نبی رحمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم میں سے میرے جیسا کون ہے؟ میں تو اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں، وہ مجھے کھلاتا ہے، وہ مجھے پلاتا ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ہے: ”عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصَلَ، فَوَاصَلَ النَّاسُ، فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَنَهَاهُمْ، قَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ، إِنِّي أَظَلُّ أُطْعَمُ وَأُسْقَى“ **ترجمہ:** حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ”صوم وصال“ رکھا تو صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُم نے بھی رکھا، لیکن صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُم کے لیے دشواری ہوگئی، اس لیے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے منع فرما دیا، تو صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُم نے اس پر عرض کی کہ آپ بھی تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ تو نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں تو برابر کھلایا اور پلایا جاتا ہوں۔[(1)]

صحیح بخاری کی ایک اور حدیث مبارک میں ہے: ”أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهَى

---

1 ...(صحیح البخاری، جلد 07، صفحہ 02، رقم الحدیث: 1788، مطبوعہ دار طوق النجاۃ، بیروت)

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ، فَقَالَ لَه رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: وَأَيُّكُمْ مِثْلِي، إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ، فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ، وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا، ثُمَّ يَوْمًا، ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ، فَقَالَ: لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ، كَالتَّنْكِيلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا" ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بتاتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسلسل (کئی دن تک سحری و افطاری کے بغیر) روزہ رکھنے سے منع فرمایا تھا۔ اس پر مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ تو صومِ وصال رکھتے ہیں؟ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جواباً فرمایا: میری طرح تم میں سے کون ہے؟ مجھے تو رات میں میرا رب کھلاتا ہے اور وہی مجھے سیراب کرتا ہے۔ لوگ اس پر بھی جب صوم وصال رکھنے سے نہ رُکے، تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے ساتھ دو دن تک مسلسل روزہ رکھا۔ پھر عید کا چاند نکل آیا، تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اگر چاند نہ دکھائی دیتا، تو میں اور کئی دن وصال کرتا۔ (1)

راہِ خدا میں مال خرچ کرنے میں اسوہ حسنہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہر مسلمان، عاقل، بالغ، صاحب نصاب شخص پر شرائط کے ساتھ سال میں ایک بار زکوٰۃ فرض فرمائی ہے، فرمایا: ﴿وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: "اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔" (2)

اور اس میں بھی اس قدر آسانی ہے کہ ہمارے کُل مال کا چالیسواں حصہ یعنی صرف اڑھائی فیصد فرض کی گئی ہے، مثلاً: اگر چالیس ہزار روپے ہوں، تو اس میں صرف ایک ہزار روپے زکوۃ فرض

1.... (صحیح البخاری، جلد03، صفحہ37، رقم الحدیث: 1965، مطبوعۃ دار طوق النجاۃ، بیروت)

2.... (پارہ01، سورۃ البقرہ: 43)

ہو گی، مگر افسوس کہ اڑھائی فیصد کی ادائیگی میں بھی لوگوں کا حال یہ ہے کہ ایک تعداد اِس فرض کی ادائیگی سے دور بھاگتی ہے اور مال و اسباب کی کثرت کے باوجود مزید کی طلب ختم نہیں ہوتی، جبکہ اس کے برعکس نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی کے حالات دیکھے جائیں، تو جب صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُم سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گھر میں جا کے دیکھتے، تو کھانے کے لیے صرف تھوڑے سے جَو، رکھے ہوتے تھے اور اس کے باوجود شانِ جُود و سخا کا عالَم یہ تھا کہ جب کسی جگہ سے آپ کے پاس مال آتا، تو وہ سب کا سب غریبوں میں بانٹ دیا کرتے تھے اور اپنے لیے کچھ بھی نہ بچاتے، یہاں تک کہ ایک دفعہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بحرین سے بہت سا مال آیا، جسے مسجد نبوی میں پھیلا دیا گیا، جوّاد و کریم نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ مال بانٹنا شروع کیا، یہاں تک کہ جب آپ وہاں سے اٹھے تو وہاں کچھ بھی مال باقی نہ بچا تھا، سب کا سب تقسیم کر دیا۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے: ”عَنْ أَنَسٍ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَقَالَ: أُنْثُرُوهُ فِي الْمَسْجِدِ فَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔۔۔فَمَا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ“ ملتقطاً۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بحرین سے خراج کا مال آیا، تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اسے مسجد میں پھیلا دو، بحرین کا وہ مال ان تمام اموال میں سب سے زیادہ تھا، جو اب تک رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پیش ہوئے تھے۔۔۔ اور رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (نے اس مال کو تقسیم کرنا شروع کیا اور) اس وقت تک وہاں سے نہ اٹھے، جب تک وہاں ایک درہم بھی

باقی رہا۔[1]

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بے پناہ سخاوت کو کچھ اس انداز میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا کی سخاوت:

نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس اُسوہ مبارکہ کا آپ کے اہلِ خانہ پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بھی اعلیٰ درجے کی سخاوت فرمانے والی بن گئیں، چنانچہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا کے پاس مختلف صحابہ کرام علیھم الرضوان کی طرف سے اور خصوصاً سیدنا عمر فاروق اور حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھما کی طرف سے وظائف و تحائف آتے تھے۔ایک مرتبہ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا کے پاس آپ کے بھانجے کی طرف سے درہموں سے بھری ہوئی دو بوریاں حاضر خدمت ہوئیں، جنہیں آپ نے تقسیم کرنا شروع کیا،جب سارا تقسیم ہو گیا،تو آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا کی خادمہ نے عرض کی کہ اے ام المؤمنین! آج تو آپ کا روزہ تھا اور اتفاق سے آپ کی افطاری کے لیے گھر میں کچھ بھی نہیں تھا، تو آپ کم از کم ایک درہم بچا کر اس سے اپنی افطاری کے لیے گوشت خرید لیتیں، تو اس پر آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا نے فرمایا کہ اگر پہلے بتا دیتی تو میں ایک درہم کا گوشت منگوا لیتی۔ذرا غور کیجئے کہ اگر چاہتیں تو جتنا مال آیا تھا ،سب ہی رکھ لیتیں کہ وہ پورے سال کے اخراجات کے لیے کافی تھا، مگر آپ نے ایک ہی دن کے

1...(صحیح البخاری، جلد04، صفحہ 98، رقم الحدیث:1221، مطبوعۃ دار طوق النجاۃ، بیروت)

اندر سارے کا سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا، یہ سرکار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اسی اسوہ حسنہ پر عمل تھا، جسے اللہ عزوجل نے ہمارے لیے بہترین رول ماڈل قرار دیا۔

چنانچہ حدیث مبارک میں ہے: ”عَنْ أُمِّ ذَرَّةَ قَالَتْ: بَعَثَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَى عَائِشَةَ بِمَالٍ فِي غِرَارَتَيْنِ يَكُونُ مِائَةَ أَلْفٍ، فَدَعَتْ بِطَبَقٍ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صَائِمَةٌ، فَجَعَلَتْ تَقْسِمُ فِي النَّاسِ، قَالَ: فَلَمَّا أَمْسَتْ قَالَتْ: يَا جَارِيَةُ هَاتِي فِطْرِي، فَقَالَتْ أُمُّ ذَرَّةَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَمَا اسْتَطَعْتِ فِيمَا أَنْفَقْتِ أَنْ تَشْتَرِيَ بِدِرْهَمٍ لَحْمًا تُفْطِرِينَ عَلَيْهِ؟ فَقَالَتْ: لَا تُعَنِّفِينِي، لَوْ كُنْتِ أَذْكَرْتِنِي لَفَعَلْتُ

”ترجمہ: حضرت سیّدہ اُمِّ ذرّہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا کو ایک لاکھ درہم سے لدی ہوئی دو بوریاں بھیجیں، اور حال یہ تھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا اس دن روزے سے تھیں، چنانچہ آپ نے ایک بڑا برتن منگوایا اور ان دراہم کو تقسیم کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ تقسیم کرتے کرتے شام ہوگئی اور وہ تمام دراہم ختم ہوگئے، آپ نے اپنی خادمہ سے کہا کہ افطاری لے آؤ، جس پر آپ کی خادمہ ام ذرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا کہ کیا ہی اچھا ہوتا، کہ آپ کے پاس جو دراہم تھے، ان میں سے ایک درہم سے گوشت خرید لیتیں اور اسی سے ہی افطاری کر لیتیں، جس پر حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا کہ تم نے اگر مجھ سے پہلے کہا ہوتا تو میں ایک درہم کا گوشت منگوا لیتی۔ (1)

عطاؤں کی بارش:

آقا کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عطا بے مثل و بے مثال تھی، یہاں دینے والا نہیں، بلکہ مانگنے والا تھک جاتا تھا، جب کسی سائل کو عطا فرماتے، تو اتنا دیتے تھے کہ لینے والا دنگ رہ جاتا

1 ...(الطبقات الکبری، جلد 8، صفحہ 67، مطبوعہ دار صادر، بیروت)

کہ اتنا عطا فرماتے ہیں۔ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ قوم کے سرداروں کا بہت لحاظ فرماتے تھے، تاکہ اُن میں اسلام قبول کرنے کا جذبہ بیدار ہو اور یہ دین اسلام سے متاثر ہوکر خود اسلام قبول کرکے بعد میں اپنی قوم کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دے سکیں۔ اسی اعتبار سے یہ واقعہ ہے کہ ایک شخص جو اپنی قوم کا سردار تھا، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اس وقت کہیں سے بکریاں آئی ہوئیں تھیں اور دو پہاڑوں کے درمیان ایک پوری وادی ان بکریوں سے بھری ہوئی تھی، اس شخص نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ان بکریوں کا سوال کیا، تو آپ نے وہ ساری کی ساری بکریاں اسے عطا فرمادیں، جب اس نے حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ کمال درجے کی سخاوت دیکھی تو اپنی قوم کے پاس جاکر کہنے لگا کہ اے میری قوم! اسلام قبول کر لو کیونکہ محمد صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہ ہستی ہیں کہ جو اتنا دیتے ہیں کہ کسی تنگی اور فقر کا اندیشہ ہی نہیں کرتے۔

حدیث مبارک کے الفاظ یہ ہیں: "عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ؟ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ، فَأَتَى قَوْمَه ، فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ أَسْلِمُوا، فَوَاللهِ إِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِي عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ" ترجمہ: حضرت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دو پہاڑوں کے درمیان (چرنے والی) بکریاں مانگیں، آپ نے وہ بکریاں اس کو عطا کر دیں، پھر وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے میری قوم! اسلام لے آؤ، کیونکہ اللہ کی قسم! بے شک محمد صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اتنا عطا

کرتے ہیں کہ فقر وفاقہ کا اندیشہ بھی نہیں رکھتے۔[1]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَا وَرَبِّ الْعَرْش جس کو جو ملا اُن سے ملا　　بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

ایک مرتبہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اسی طرح بہت سا مال آیا، تو حضرت عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھما حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے بھی کچھ عطا فرمائیں، تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: لے لو (یعنی جتنا لینا ہے، اٹھالو۔) یہ سن کر حضرت عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھما نے چادر بچھائی، اور اس میں وہ مال ڈالنا شروع کیا، جب اٹھانے لگے تو مال اتنا زیادہ تھا کہ وہ آپ سے اٹھ نہیں سکا، کچھ کم کیا، مگر پھر بھی نہ اٹھا سکے، عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کسی کو حکم فرمادیں کہ وہ اٹھانے میں میری مدد کردے، فرمایا: نہیں، (ایسا نہیں ہو سکتا،) عرض کی کہ پھر آپ ہی اٹھوادیں، فرمایا کہ ایسا بھی نہیں ہو سکتا، حضرت عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھما نے اس مال میں سے پھر کچھ مقدار کم کی، مگر پھر بھی نہ اٹھا سکے، پھر وہی کسی کو حکم دینے یا خود آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اٹھوادینے کے متعلق عرض کیا، مگر حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ عرض قبول نہیں کی، آخر کار پھر کچھ مال کم کیا، تو اب کہیں جاکر وہ مال آپ سے اٹھ سکا۔ اس واقعہ سے حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سخاوت اور دریا دِلی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مانگنے والے کو کتنا عطا فرماتے تھے کہ حضرت عباس کے دو بار میں بھی کم کرنے سے وہ مال ان سے نہ اٹھ پایا، اور تیسری بار میں مزید کم کرنا پڑا۔

1...... (صحیح المسلم، جلد04، صفحہ1806، رقم الحدیث:2312، مطبوعہ دار احیاء التراث العربي، بیروت)

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:"عَنْ أَنَسٍ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَقَالَ: انْثُرُوهُ فِي الْمَسْجِدِ فَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعْطِنِي إِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا، قَالَ: خُذْ فَحَثَا فِي ثَوْبِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّه فَلَمْ يَسْتَطِعْ، فَقَالَ: أُؤْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ، قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ، قَالَ: لَا، فَنَثَرَ مِنْهُ، ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّه فَلَمْ يَرْفَعْهُ، فَقَالَ: فَمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ عَلَيَّ، قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ، قَالَ: لَا، فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَه عَلَى كَاهِلِه، ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ يُتْبِعُه بَصَرَه حَتّٰى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِنْ حِرْصِه فَمَا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ "ترجمہ: حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس بحرین سے خراج کا مال آیا، تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اسے مسجد میں پھیلا دو، بحرین کا وہ مال ان تمام اموال میں سب سے زیادہ تھا جو اب تک رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے یہاں آ چکے تھے۔ اتنے میں حضرت عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! مجھے بھی عنایت فرمائیے، کیونکہ میں نے اپنا بھی فدیہ ادا کیا تھا اور عقیل رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کا بھی، چنانچہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اچھا لے لو۔ چنانچہ انہوں نے اپنے کپڑے میں مال بھر لیا، لیکن اٹھایا نہ جا سکا، تو اس میں سے کم کرنے لگے۔ لیکن کم کرنے کے بعد بھی نہ اٹھ سکا، تو عرض کیا کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کسی کو حکم دیں کہ اٹھانے میں میری مدد کرے، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا، انہوں نے کہا کہ پھر آپ خود ہی اٹھوا دیں۔ فرمایا کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر حضرت عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے اس میں سے کچھ کم کیا، لیکن اس پر بھی نہ اٹھا سکے، تو کہا کہ کسی کو حکم دیجیے کہ وہ اٹھوا دے، فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا، انہوں نے کہا پھر آپ ہی اٹھوا دیں، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ یہ

بھی نہیں ہو سکتا۔ آخر اس میں سے انہیں پھر کم کرنا پڑا اور تب کہیں جا کر اسے اپنے کندھے پر اٹھا سکے اور لے کر جانے لگے۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کی شدتِ طلب پر تعجب کرتے ہوئے اس وقت تک انہیں دیکھتے رہے، جب تک وہ ہماری نظروں سے چھپ نہ گئے اور آپ اس وقت تک وہاں سے نہ اٹھے جب تک وہاں ایک درہم بھی باقی رہا۔[1]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جود وسخا کو کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

تم ہو جوّاد و کریم تم ہو رَؤف و رَحیم　　　بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا:

ایک دفعہ حضرت حکیم بن حزام رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کچھ مانگا، تو آپ نے انہیں عطا فرمادیا، انہوں نے مزید طلب کیا، تو آپ نے انہیں اور عطا فرمادیا، انہوں نے پھر مانگا، آپ نے اور بھی عطا فرمادیا، پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو نصیحت فرمائی، کہ اے حکیم! یہ مال و دولت بڑی سرسبز چیز ہے، دلوں کو بڑا کھینچ لینے والی ہے، جو اسے دل کے غِنا کے ساتھ بقدرِ کفایت حاصل کرتا ہے اس کے مال میں برکت ہوتی ہے، اور جو اس کی لالچ کرتے ہوئے مزید سے مزید لیتا ہے، اس کے مال میں برکت نہیں ہوتی، اور وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے، لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا، یاد رکھو! دینے والا ہاتھ، لینے والے سے بہتر ہے۔ حضرت حکیم رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ پر حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ان باتوں کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ جب یہ نصیحت آموز جملے سنے، تو عرض کی کہ اب میں کسی سے کوئی چیز نہیں لوں گا، اور

1...(صحیح البخاری، جلد04، صفحہ 98، رقم الحدیث 1221، مطبوعہ دار طوق النجاۃ، بیروت)

پھر انہوں نے ایسا زُہد اختیار کیا، ایسا دنیا سے منہ پھیرا کہ اس کے بعد دوبارہ کبھی مال جمع نہیں کیا۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے: "عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ: يَا حَكِيمُ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، قَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدْعُو حَكِيمًا إِلَى الْعَطَاءِ فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُ، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى حَكِيمٍ، أَنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ، فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تُوُفِّيَ" ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضرت حکیم بن حزام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کچھ (مال) طلب کیا، تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عطا فرمایا، میں نے پھر مانگا، تو آپ نے پھر عطا فرمایا۔ میں نے پھر مانگا، تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر بھی عطا فرمایا۔ اس کے بعد آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے حکیم! یہ دولت بڑی سرسبز اور میٹھی ہے، تو جو شخص اسے اپنے دل کو سخی بناتے ہوئے لے، تو اس کی دولت میں برکت ہوتی ہے اور جو دل کے مال کی طرف متوجہ رہنے اور للچانے کے ساتھ لے، تو اس کی دولت میں کچھ بھی برکت نہیں ہوتی۔ اس کا حال اس شخص جیسا ہو گا، جو کھاتا ہے، لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا (یادرکھو) اوپر کا (دینے والا) ہاتھ، نیچے کے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔ حضرت حکیم بن حزام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: میں نے عرض کی اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو

سچائی کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اب اس کے بعد میں کسی سے کوئی چیز نہیں لوں گا، یہاں تک کہ اس دنیا ہی سے جدا ہو جاؤں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ حضرت حکیم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کو کچھ عطا کرنے کے لیے بلاتے، تو وہ انکار کر دیتے، پھر حضرت عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی انہیں ان کا حصہ دینا چاہا، تو انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ مسلمانو! میں تمہیں حکیم بن حزام کے معاملہ میں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے مالِ فَے سے ان کا حق انہیں دینا چاہا، لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ غرض حضرت حکیم بن حزام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد اسی طرح کسی سے بھی کوئی چیز لینے سے ہمیشہ انکار ہی کرتے رہے، یہاں تک کہ وفات پاگئے۔[1]

نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سونے کا ایک ٹکڑا بھی گھر نہ رکھا:

ایک صحابی حضرت عقبہ بن حارث رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ نماز عصر ادا کی، حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سلام پھیرتے ہی بہت تیزی سے اٹھے اور حجرہ مبارکہ میں تشریف لے گئے، پھر تھوڑی دیر بعد باہر تشریف لے آئے، ہمیں اس پر تعجب اور حیرانگی ہوئی کہ آخر معاملہ کیا تھا، ایسی کیا چیز ذہن میں آئی کہ فوراً مصلّٰی چھوڑا اور گھر تشریف لے گئے، ہماری اس حیرت کو حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سمجھ گئے اور خود ہی ارشاد فرمایا کہ میرے پاس کچھ مال آیا ہوا تھا، جو کہ میں نے سارا تقسیم کر دیا تھا، لیکن نماز میں مجھے ایک سونے کا ٹکڑا یاد آ گیا، جو باقی رہ گیا تھا، تو مجھے اچھا معلوم نہ ہوا کہ وہ ہمارے پاس تقسیم ہوئے بغیر شام تک رہ جائے، تو میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔

1...(صحیح البخاری، جلد02، صفحہ123، رقم الحدیث1472، مطبوعۃ دار طوق النجاۃ، بیروت)

چنانچہ حدیث مبارک میں ہے: "عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ سَرِيعًا دَخَلَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ، ثُمَّ خَرَجَ وَرَأَى مَا فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ مِنْ تَعَجُّبِهِمْ لِسُرْعَتِهِ، فَقَالَ: ذَكَرْتُ وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ تِبْراً عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يُمْسِيَ أَوْ يَبِيتَ عِنْدَنَا، فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ" ترجمہ: حضرت عقبہ بن حارث رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سلام پھیرتے ہی بڑی تیزی سے اٹھے اور اپنی ایک زوجہ مطہرہ کے حجرہ میں تشریف لے گئے، پھر باہر تشریف لائے۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی جلدی پر اس تعجب و حیرت کو محسوس کیا، جو صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُم کے چہروں سے ظاہر ہو رہا تھا، اس لیے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ نماز میں مجھے سونے کا ایک ٹکڑا یاد آگیا، جو ہمارے پاس تقسیم سے باقی رہ گیا تھا۔ مجھے اچھا معلوم نہ ہوا کہ ہمارے پاس وہ شام تک یا رات تک رہ جائے۔ اس لیے میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔[1]

ملاحظہ کیجیے! یہ ہے رسولِ خدا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا وہ بہترین کردار جسے خدا نے اسوہ حسنہ قرار دیا، جس کے بارے میں فرمایا کہ اللہ کے رسول کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین پیروی موجود ہے۔ یہ نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وہ نہیں ہیں کہ تمہیں کسی کام کا حکم دیں اور خود نہ کریں، بلکہ یہ عظمتِ کردار کی وہ اعلیٰ مثال ہیں کہ جس چیز کا تمہیں حکم دیتے ہیں، اس سے کئی گنا زیادہ خود کرکے دکھاتے ہیں۔

---

1 ...(صحیح البخاری، جلد 02، صفحہ 67، رقم الحدیث: 1221، مطبوعہ دار طوق النجاۃ، بیروت)

نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تلاوتِ قرآن:

تلاوت قرآن سے متعلق خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں حکم فرمایا کہ ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ''اب قرآن میں سے جتنا آسان ہو اتنا پڑھو۔''[1] نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا تلاوتِ قرآن کا معمول اس قدر ایمان افروز تھا کہ ٹھہر ٹھہر کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے اور جب رمضان کا مہینا آتا، تو نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآنِ پاک کا دور کیا کرتے تھے، حضرت جبرائیل علیہ السلام قرآن پڑھتے، تو سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سنتے اور سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھتے، تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سنا کرتے۔

چنانچہ حدیث مبارک میں ہے: ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، فَيُدَارِسُه الْقُرْآنَ فَلَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ'' ترجمہ: حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خیرات کرنے میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت کی تو کوئی حد ہی نہیں ہوتی تھی، کیونکہ رمضان کے مہینوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ سے آکر ہر رات ملتے تھے، یہاں تک کہ رمضان کا مہینا ختم ہو جاتا، وہ ان راتوں میں نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملتے، تو اس زمانہ میں نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تیز ہوا سے بھی بڑھ

---

1 ...(پارہ29، سورۃ المزمل:20)

کر سخی ہو جاتے تھے۔[1]

ذکرِ الٰہی میں اسوہ حسنہ:

رب عَزَّوَجَلَّ نے قرآن حکیم میں اپنا ذکر کثرت سے کرنے کا حکم فرمایا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا﴾ ترجمہ کنز العرفان:"اے ایمان والو! اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو۔"[2] اس حکم الٰہی پر نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کس انداز سے عمل کرکے دکھایا ؟ ملاحظہ کیجئے، حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہر لمحہ اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ یہ ہے حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان خداوندی پر عمل کا انداز کہ جب حکم دے دیا گیا کہ اپنے رب کا ذکر کثرت سے کرو، تو کثرت میں اس درجے پر پہنچ گئے کہ ہر آن، ہر لحظہ ذکر خدا میں مصروف ہیں، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے:" عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ "ترجمہ:حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا سے مروی ہے، وہ بتاتی ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔[3]

پھر صرف زبان سے ذکر اللہ کرنا ہی تو ذکر نہیں، بلکہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا لوگوں کو تبلیغ فرمانا بھی اللہ کا ذکر ہے اور سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا معاملہ تو یہ ہے کہ آپ کا جاگنا بھی خدا کا ذکر، آپ کا سونا بھی خدا کا ذکر، کیونکہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نیند عام لوگوں کی طرح نہیں تھی۔ سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایک مرتبہ رات کو سونے کے

1....(صحیح البخاری، جلد06، صفحہ186، رقم الحدیث:4997، مطبوعہ دار طوق النجاۃ، بیروت)

2....(پارہ22، سورۃ الاحزاب، آیت 41)

3....(صحیح المسلم، جلد01، صفحہ282، رقم الحدیث: 373، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بعد اٹھے، وضو نہیں کیا اور نماز پڑھ لی، حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا کو تعجب ہوا کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے وضو نہیں کیا اور نماز پڑھ لی، تو نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں، مگر میرا دل جاگتا ہے۔

چنانچہ مسلم شریف میں ہے:"قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي "ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ (1)

معلوم ہوا کہ حضور سوتے میں بھی رب تعالیٰ کے ذکر کی حالت میں ہوتے تھے کہ آپ کا دل جاگ رہا ہوتا تھا اور خدا کی یاد میں ہوتا تھا، پھر سونے کے وقت اور نیند سے بیدار ہونے پر بھی نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا معمول تھا کہ جب رات کو سونے کے لیے بستر پر تشریف لاتے، تو اس وقت بھی آخر میں زبان سے رب کا ذکر کرتے اور پھر سوتے، اور یونہی صبح اٹھنے کے بعد سب سے پہلے زبان سے اللہ کا ذکر کرتے تھے۔

چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث پاک ہے:"عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا، وَإِذَا قَامَ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ "ترجمہ: حضرت حذیفہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے بیان کیا کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جب بستر پر تشریف لاتے تو کہتے "(اَللّٰھُمَّ) بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا" اور جب بیدار

1...(صحیح المسلم، جلد 01، صفحہ 509، رقم الحدیث: 738، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ“ (یعنی: تمام تعریفیں اس رب کے لیے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف ہم کو لوٹنا ہے۔)[1]

اسی طرح نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب بیت الخلا (واش روم) جاتے، تو اس سے پہلے بھی اللہ کا ذکر کرتے اور جب واپس تشریف لاتے، تو بھی اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ چنانچہ بیت الخلا جانے سے پہلے ذکر کرنے سے متعلق حدیث پاک میں ہے: ”عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ، قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ“ ترجمہ: حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے بیت الخلا میں داخل ہوتے تو پڑھتے: ”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ“ (یعنی: اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے۔)[2]

اور بیت الخلا سے واپسی پر اللہ کے ذکر سے متعلق حدیث پاک میں ہے: ”عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ، قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰى وَعَافَانِي“ ترجمہ: حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب بیت الخلا سے باہر آتے تو دعا پڑھتے: ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ“ (یعنی: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے، جس نے مجھ سے تکلیف دور کی اور مجھے عافیت بخشی۔)[3]

یہی وہ ہر آن اور ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے جس کا حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہا نے حدیث میں ارشاد فرمایا اور جس طرح نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود ہر وقت، ہر لمحہ اللہ کا

1...(صحیح البخاری، جلد 08، صفحہ 69، رقم الحدیث: 6312، مطبوعہ دار طوق النجاۃ، بیروت)

2...(صحیح البخاری، جلد 08، صفحہ 71، رقم الحدیث: 6322، مطبوعہ دار طوق النجاۃ، بیروت)

3...(سنن ابن ماجۃ، جلد 01، صفحہ 110، رقم الحدیث: 301، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ذکر کیا کرتے تھے، اسی طرح اپنے صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھم کو بھی مختلف اوقات میں رب تعالی کے ذکر کا حکم دیا کرتے تھے، یہاں تک کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھم کو نیا لباس پہنتے وقت بھی اللہ کا شکر ادا کرنے اور اس کا ذکر کرنے کی ترغیب ارشاد فرمائی۔

چنانچہ حدیث مبارک میں ہے: ”عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثَوْبًا جَدِيدًا، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي، ثُمَّ عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي، ثُمَّ عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهِ، كَانَ فِي كَنَفِ اللَّهِ وَفِي حِفْظِ اللَّهِ وَفِي سِتْرِ اللَّهِ حَيًّا وَمَيِّتًا“ ترجمہ: ابو امامہ الباہلی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے نیا کپڑا پہنا پھر یہ دعا پڑھی: ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ“ (یعنی: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے ایسا کپڑا پہنایا، جس سے میں اپنی ستر پوشی کرتا ہوں اور اپنی زندگی میں حسن و جمال پیدا کرتا ہوں) پھر انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کہتے ہوئے سنا: جس نے نیا کپڑا پہنا پھر یہ دعا پڑھی: ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ“ پھر اس نے اپنا پرانا (اتارا ہوا) کپڑا لیا اور اسے صدقہ میں دے دیا، تو وہ اللہ کی حفاظت و پناہ میں رہے گا، زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ (1)

اہلِ خانہ اور لوگوں سے تعلقات میں اسوہ حسنہ:

حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اخلاق کریمانہ اور حسن سلوک کا معاملہ صرف باہر

1...(سنن الترمذی، جلد 05، صفحہ 558، رقم الحدیث: 3560، مطبوعۃ مصر)

والوں کے ساتھ ہی خاص نہیں تھا، بلکہ جس طرح حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گھر سے باہر کے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے، ان سے شفقت و محبت سے پیش آنے والے تھے، یونہی حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ اپنے گھر والوں، فیملی کے لوگوں، اپنی ازواج اور اپنی اولاد کے لیے بھی اعلیٰ درجے کے حسن سلوک اور شفقت و محبت کی مثال قائم کرنے والی تھی۔

چنانچہ سنن ابن ماجہ کی حدیث مبارک ہے: "خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وأَنَا خَيْرُكُمْ لأَهْلِي" ترجمہ: تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہترین ہے، اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے لیے بہترین ہوں۔[1]

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آدمی اس وقت تک اچھا نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا نہیں، کیونکہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو اپنی فیملی کے لیے اچھا ہے، لہٰذا جو آدمی دوستوں کے لیے تو بہت اچھا ہو، مگر اپنی فیملی کے لیے بڑا تلخ مزاج ہو، جیسے باہر تو "جی، جناب" ادب، اخلاق سے پیش آنے والا ہو، اور گھر میں اس سے زیادہ بد اخلاق شخص کوئی نہ ہو، یا اپنے آفس، دُکان میں تو لوگوں سے بہت مسکرا کر بات کرنے والا ہو، لیکن گھر میں آتے ہی مسکراہٹ ختم ہو جاتی ہو اور سب پر رعب و دبدبہ قائم کر رکھا ہو، ایسا شخص ہرگز اچھا نہیں ہو سکتا، اچھا آدمی وہی ہو گا، جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھے اخلاق، حسن سلوک، پیار محبت، شفقت سے پیش آنے والا ہو گا، کیونکہ یہ وہ اَفراد ہیں، جو آدمی کی زندگی کا حصہ ہوتے ہیں۔

1... (سنن ابن ماجہ، جلد 01، صفحہ 636، رقم الحدیث: 1977، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اپنے نواسوں پر شفقت:

نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بچوں کے ساتھ بھی انتہائی شفقت اور محبت والا انداز ہوتا تھا۔ حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہا کے لختِ جگر سیدنا امام حسن اور امام حسین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہما کے ساتھ سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہت ہی محبت فرماتے تھے۔ایک دفعہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبر پر بیٹھے خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ امام حسن اور امام حسین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہما مسجد نبوی شریف میں چلتے ہوئے آرہے تھے اور کم عمری کی وجہ سے چلتے چلتے گر رہے تھے، جب سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ ملاحظہ فرمایا، تو منبر سے نیچے تشریف لائے، امام حسن اور امام حسین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہما کو اٹھایا اور لاکر اپنے سامنے بٹھادیا، پھر بقیہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

چنانچہ سنن ترمذی میں ہے:"عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَخْطُبُنَا فَجَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلَیْہِمَا قَمِیصَانِ أَحْمَرَانِ یَمْشِیَانِ وَیَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَہُمَا فَوَضَعَہُمَا بَیْنَ یَدَیْہِ" ترجمہ: حضرت بریدہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ اچانک امام حسن و حسین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہما آئے، انہوں نے سرخ قمیضیں پہن رکھی تھیں، وہ چلتے اور گر پڑتے تھے، رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبر سے نیچے تشریف لائے، انہیں اٹھایا اور انہیں اپنے سامنے بٹھایا۔[1]

اسی طرح نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک مرتبہ لوگوں کو نماز پڑھارہے تھے، حالتِ سجدہ میں تھے کہ حضرت سیّدُنا امام حسن یا امام حسین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہما آئے اور آپ صَلَّی اللہ

1...(سنن الترمذی، جلد 05، صفحہ 658، رقم الحدیث: 3774، مطبوعہ مصر)

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیٹھ مبارک پر بیٹھ گئے، تو آپ نے ان کی خاطر سجدہ لمبا کر دیا اور اتنا طویل کر دیا کہ جب حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہم نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ نے سجدے کو لمبا کر دیا، تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ آپ کو کوئی معاملہ پیش آگیا ہے یا وحی نازل ہونے لگی ہے، تو ارشاد فرمایا کہ ایسا تو کچھ نہیں تھا، ہاں میرا بیٹا (نواسہ) میری گردن پر سوار ہو گیا تھا اور میں نے اس کا شوق، خواہش پورا ہوئے بغیر جلدی کرنا، مناسب نہ سمجھا۔ یہ ہے سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اپنے نواسوں سے محبت کہ ان کی خواہش پوری ہونے سے پہلے اُن کو پیٹھ سے ہٹانا گوارا نہیں کیا، جتنی دیر وہ اپنی مرضی سے بیٹھے رہے، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سجدے سے اپنا سر نہیں اٹھایا۔

چنانچہ حدیث مبارک میں ہے: "عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعِشَاءِ وَهُوَ حَامِلٌ حَسَنًا أَوْ حُسَيْنًا فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَه، ثُمَّ كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ فَصَلّٰى فَسَجَدَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِه سَجْدَةً أَطَالَهَا قَالَ أَبِي: فَرَفَعْتُ رَأْسِي وَإِذَا الصَّبِيُّ عَلَى ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَاجِدٌ فَرَجَعْتُ إِلَى سُجُودِي فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ النَّاسُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ سَجَدْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِكَ سَجْدَةً أَطَلْتَهَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّه قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ أَوْ أَنَّه يُوحٰى إِلَيْكَ قَالَ: كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ وَلٰكِنَّ ابْنِي ارْتَحَلَنِي فَكَرِهْتُ أَنْ أُعَجِّلَه حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَه

"ترجمہ: حضرت شداد رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک بار نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مغرب اور عشاء کی دونوں نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے لیے تشریف لائے، اور امام حسن یا امام حسین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہما کو اٹھائے ہوئے تھے، جب آپ نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے تو انہیں بٹھا دیا، پھر آپ نے نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہی، اور نماز شروع کر دی، اور اپنی نماز کے

دوران آپ نے ایک سجدہ لمبا کر دیا، میرے والد نے کہا کہ میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بچہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیٹھ پر ہے اور آپ سجدے میں ہیں، پھر میں اپنے سجدے کی طرف دوبارہ پلٹ گیا، جب رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نماز پوری کر لی، تو لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ! آپ نے نماز کے درمیان ایک سجدہ اتنا لمبا کر دیا کہ ہم نے سمجھا کوئی معاملہ پیش آ گیا ہے، یا آپ پر وحی نازل ہونے لگی ہے، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ان میں سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی، البتہ میرا بیٹا میرے اوپر بیٹھ گیا تھا، تو مجھے گوارا نہ ہوا کہ میں جلدی کروں یہاں تک کہ وہ اپنی مرضی سے اترے۔[1]

حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اپنے نواسوں پر شفقت کا ایک اور واقعہ ملاحظہ کیجئے۔

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے امام حسن اور امام حسین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھما کو حضور کے کندھوں پر سوار دیکھا، تو یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ اِن بچوں کے نیچے کتنی اچھی سواری ہے، تو سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: یہ بھی تو دیکھو کہ سوار کتنے اچھے ہیں۔

چنانچہ مسند بزار میں ہے: "عَنْ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَى عَاتِقِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: نِعْمَ الْفَرَسُ تَحْتَكُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِعْمَ الْفَارِسَانِ هُمَا" ترجمہ: سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام حسن و حسین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنھما کو حضور نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مبارک کندھوں پر (سوار) دیکھا تو میں نے کہا کہ آپ کے نیچے کتنی اچھی سواری ہے! آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے

---

1 ...(سنن النسائی، جلد 02، صفحہ 229، رقم الحدیث: 1141، مطبوعہ حلب)

ارشاد فرمایا: اور سوار بھی کتنے اچھے ہیں۔[1]

ایک صحابی حضرت اسامہ بن زید رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھما بتاتے ہیں کہ میں کسی کام کی غرض سے ایک رات نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس گیا، تو سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک چادر اپنے اوپر اوڑھی ہوئی تھی اور اس میں کوئی چیز ڈھانپی ہوئی معلوم ہوتی تھی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! یہ آپ نے چادر کے نیچے کیا چیز ڈھانپی ہوئی ہے؟ تو نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے چادر اٹھائی، تو ایک ران کے اوپر امام حسن رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیٹھے تھے اور دوسری ران پر امام حسین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیٹھے تھے۔ حدیث مبارک میں ہے: "أَخْبَرَنِي أَبِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: طَرَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى شَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِي، قُلْتُ: مَا هٰذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ؟ قَالَ: فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ، وَحُسَيْنٌ عَلَى وَرِكَيْهِ، فَقَالَ: هٰذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا، فَأَحِبَّهُمَا، وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا" ترجمہ: (حسن بن اسامہ روایت کرتے ہیں کہ) میرے والد گرامی حضرت اسامہ بن زید رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھما بیان کرتے ہیں کہ میں کسی کام کے لیے ایک رات نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف لائے، اس حال میں کہ آپ نے چادر تلے کوئی چیز ڈھانپ رکھی تھی، میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا چیز ہے۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا میں نے عرض کیا: یہ کیا چیز ہے جو آپ نے چادر تلے ڈھانپ رکھی ہے؟ آپ نے چادر اٹھائی، کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کی ایک ران پر حسن رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور دوسری پر حسین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے اور میرے نواسے ہیں، اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت

1...(مسند بزار، جلد 1، صفحہ 417، رقم الحدیث: 293، مطبوعہ مدینۃ المنورۃ)

کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر اور اس سے بھی محبت کر جو ان سے محبت کرے۔[1]

ایک اور روایت ملاحظہ کریں۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے امام حسن رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کو شفقت سے بوسہ دیا، تو وہاں اقرع بن حابس نامی ایک شخص موجود تھے، انہوں نے یہ منظر دیکھ کر عرض کیا کہ میرے تو دس بچے ہیں، میں نے تو آج تک ان کو شفقت سے کبھی بوسہ نہیں دیا، تو اس پر حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

چنانچہ حدیث مبارک میں ہے:" أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسًا، فَقَالَ الْأَقْرَعُ: إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ "ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سیدنا حسن بن علی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کو بوسہ دیا، تو وہاں اقرع بن حابس تمیمی بھی تھے، انہوں نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں، میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ تب رسول اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس کی طرف دیکھا، پھر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔[2]

اولاد کی تربیت میں اسوہ حسنہ:

نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اولاد کے ساتھ بے حد محبت و شفقت کے ساتھ ان کی تربیت پر بھی اتنی ہی توجہ فرماتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ

1...(سنن الترمذی، جلد 05، صفحہ 656، رقم الحدیث: 3769، مطبوعہ مصر)

2...(صحیح البخاری، جلد 08، صفحہ 07، رقم الحدیث: 5997، مطبوعہ دار طوق النجاۃ، بیروت)

میں زکوٰۃ کی کھجوریں لائی گئیں، تو امام حسن اور امام حسین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھما ان کھجوروں سے کھیل رہے تھے کہ کھیلتے کھیلتے ان میں سے کسی نے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جیسے ہی یہ ملاحظہ فرمایا، ان کے منہ سے وہ کھجور نکالی، اور فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ صدقے کی کھجور ہے اور صدقہ محمد اور آلِ محمد پر حرام ہے؟

چنانچہ حدیث مبارک میں ہے: ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَيَجِيءُ هٰذَا بِتَمْرِهِ وَهٰذَا مِنْ تَمْرِهِ حَتّٰى يَصِيرَ عِنْدَه كَوْمًا مِنْ تَمْرٍ، فَجَعَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَلْعَبَانِ بِذٰلِكَ التَّمْرِ فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجَهَا مِنْ فِيهِ، فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ آلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلُونَ الصَّدَقَةَ“ ترجمہ: ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس کھجوریں توڑنے کے زمانے میں زکوٰۃ کی کھجور لائی جاتی، ہر شخص اپنی زکوٰۃ لاتا اور نوبت یہاں تک پہنچتی کہ کھجور کا ایک ڈھیر لگ جاتا۔ (ایک مرتبہ) امام حسن اور امام حسین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھما ایسی ہی کھجوروں سے کھیل رہے تھے کہ ایک نے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں رکھ لی۔ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو نہی دیکھا، تو ان کے منہ سے وہ کھجور نکال لی اور فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آلِ محمد صدقہ نہیں کھاسکتے۔[1]

حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بچوں کے ساتھ شفقت و محبت کے واقعات پر غور کیجیے کہ حضور امام الانبیاء ہیں، اِس سے بڑا اور کیا مقام ہو سکتا ہے، کوئی بھی نہیں مگر کبھی اپنے نواسوں پر شفقت کے سبب سجدے کو دراز کر رہے ہیں، کبھی انہیں کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں، کبھی

1..... (صحیح البخاری، جلد02، صفحہ126، رقم الحدیث:1485، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

انہیں اپنی گود میں بٹھاتے ہیں، اور ساتھ ہی ان کی تربیت بھی فرمارہے ہیں، اس سے بڑھ کر شفقت اور اعلیٰ اخلاق کی اور کیا مثال ہو سکتی ہے؟

سیرتِ مصطفیٰ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ چند دل کش، ایمان افزا جھلکیاں پیش کی ہیں اور سیرتِ نبوی کے گلشن کے چند پھول ہیں اور حقیقت میں تمام کا تمام گلشن ہی رونقِ چمن اور طراوتِ قلب کا سبب ہے۔ ان چند مثالوں کو سامنے رکھ کر خدا کے اس فرمان کو پڑھیں اور اس کی گہرائی کو سمجھیں۔ فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”بے شک رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین پیروی ہے اُس کے لیے جو اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔“[1]

اگر آج معاشرہ حضور، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اسوہ حسنہ پر حقیقی معنوں میں چلنا شروع کر دے اور کامل طریقے سے سنت کی پیروی کرنے لگے تو عبادات، اخلاقیات، معاملات، معاشرت ہر چیز میں نکھار اور کمال آ جائے۔ اللہ پاک ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ و سلم

---

1 ...(پارہ22، سورۃ احزاب:21)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حدیثِ پاک

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ" یعنی: جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔

(جامع ترمذی، کتاب العلم، الحدیث 268، ج4، ص 309)

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی

UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278

www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net